ڈاکٹر ابواللّیث صدیقی

(۱۹۱۶ء - ۱۹۹۴ء)

اُردو کے ادیب، نقاد، ماہرِ لسانیات اور محقق ڈاکٹر ابواللّیث صدیقی آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی وطن بدایوں ہے۔ ابتدائی تعلیم آگرہ اور بدایوں میں حاصل کی۔ مسلم یونیورسٹی میں جب آنرز کی کلاسیں شروع ہوئیں تو ابواللّیث صدیقی نے بھی داخلہ لیا اور شعبہ اُردو کے پہلے پی ایچ ڈی بنے۔ تب انھوں نے ''لکھنؤ کا دبستانِ شاعری'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ مکمل کیا۔

تعلیم سے فراغت پائی تو وہ مختلف جامعات میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ لسانیات کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان روانہ ہوگئے۔ واپس آئے تو پہلے لاہور پھر کراچی میں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۷۶ء میں کراچی یونیورسٹی سے سبکدوش ہوگئے۔ مضمون نگاری کا آغاز ۱۹۳۰ء میں کردیا تھا۔ زیادہ تر مضامین علی گڑھ میگزین میں شایع ہوئے جو تاریخ زبانِ اُردو اور لسانیات سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ انھیں لغت نویسی اور قواعد سے بھی بہت دل چسپی تھی۔ اُردو لغت بورڈ سے وابستہ ہوئے تو انھوں نے اُردو لغت کی چھے جلدیں ترتیب دیں۔

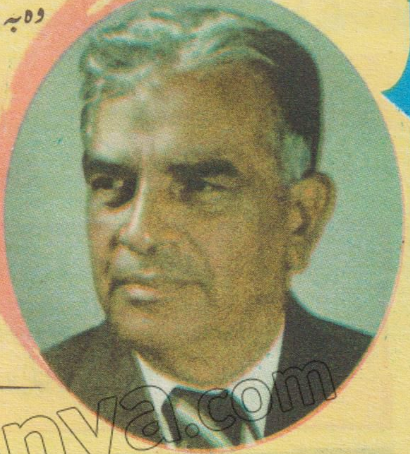

وہ بہ یک وقت نقاد، محقق، ماہرِ تعلیم اور استاد تھے۔ ان کی تصانیف میں ''آج کا اُردو ادب''، ''تاریخ زبان و ادب اُردو''، ''روایت اور تجربے''، ''غزل اور متغزلین''، ''مصحفی اور اس کا عہد''، ''جرأت اور اس کا عہد''، ''نظیر اکبر آبادی اور اس کا عہد''، ''اقبال اور تصوّف''، ''لکھنؤ کا دبستانِ شاعری''، ''جامع القواعد (حصّہ اوّل)''، ''اُردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ'' اور ''رفت و بود'' (آپ بیتی) شامل ہیں۔

www.ilmkidunya.com

12

کچھ ذریعۂ تعلیم کے باب میں

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو تعلیم کے بنیادی ذرائع اور ان کی اہمیت سے آشنا کرنا
- اُردو زبان کی اہمیت بیان کرنا
- طلبہ میں خود اعتمادی پیدا کرنا کہ وہ اُردو کو ذریعۂ تعلیم بناتے ہوئے تحصیلِ علم کریں
- عربی، فارسی، انگریزی اور دیگر مقامی، علاقائی زبانوں کے اُردو پر اثرات کا جائزہ لینا

ذریعۂ تعلیم کے باب میں ہمارے ملک میں گفت گو ہو رہی ہے۔ دنیا کے شاید ہی کسی ملک میں کسی مسئلے کے تصفیے نے اتنا وقت لیا ہو اور بد قسمتی یہ ہے کہ ہم اب بھی اتنی مدّت کے بعد کسی متفقہ فیصلے پر نہیں پہنچے۔

جب تک فارسی اس ملک کی سرکاری اور دفتری زبان رہی، یہی ہماری علمی اور ادبی زبان رہی لیکن اس کی حیثیت ایک اجنبی اور غیر ملکی زبان کی نہ تھی۔ فارسی یہاں لوگوں کے گھروں میں بولی جاتی تھی۔ بعض لوگوں کی مادری یا پدری زبان تھی اور یہاں کے لوگوں کی بھی یہ ثانوی زبان بن گئی تھی اور اتنی عام ہو گئی تھی کہ لوگ اس میں شعر کہتے تھے، دیوان اور مجموعے مرتّب کرتے تھے، علمی، ادبی اور تاریخی کتابیں لکھتے تھے، جن کو نہ صرف اس ملک میں بلکہ ایران میں بھی اربابِ بصیرت سینے سے لگاتے اور آنکھوں پر رکھتے تھے۔ اوّل امیر خسرو، عبدالقادر بیدلؔ، مرزا غالبؔ اور پھر آخر میں اقبالؒ کی فارسی، اہلِ زبان کے نزدیک بھی ویسی ہی قابلِ قبول ہے۔ فارسی ہی کیا عربی بھی ہماری علمی زبان تھی اور اس کی تحصیل کے بغیر ہمارے علم کا تصوّر مکمل نہیں ہوتا تھا لیکن فارسی کے اثر و اقتدار نے ایک عرصے تک اُردو کی ترقّی کو روکے رکھا اور ایک مدّت تک یہ زبان صرف روز مرّہ کے کاروبار اور معمولی کاموں کے لیے استعمال ہوتی رہی۔ پہلے پہل صوفیائے کرام اور علمائے عظّام نے اس کی طرف توجہ دی اور اسے برِصغیر ہندو پاکستان میں تبلیغِ دین کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا اور پھر اپنی تعلیمات، مریدوں کی تربیت اور تصنیف و تالیف میں اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ اس نے فارسی کے مقابلے میں آنکھیں کھولیں۔ دکھنی درباروں میں اسے سلاطین اور امرا کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ شعرا اور نثر نگاروں نے اپنے افکار اور خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا، اس میں الفاظ کا سرمایہ بڑھا، اسالیب پیدا ہوئے اور تھوڑے دنوں میں یہ فارسی کی جانشین بن گئی۔ فارسی سے اس کی دشمنی نہ تھی۔ اس نے فارسی سے بہت سیکھا، فارسی کے پروں سے پرواز کی۔ فارسی نے اس کی آبیاری کی، موضوعات اور اسالیب کے تنوّع اور پختگی سے آشنا کرایا اور اس قابل بنا دیا کہ یہ اپنے دور کے علمی اور ادبی تقاضوں کو پورا کر سکے۔

آج بھی ہمارے بہت سے نادان دوست کہتے ہیں کہ اگر اس قوم نے انگریزی زبان کا سایۂ عاطفت چھوڑا تو یہ قوم یتیم ہو جائے گی، جاہل رہ جائے گی۔ دنیا میں کوئی اس کی بات نہ پوچھے گا۔ بین الاقوامی حلقوں میں اس کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔ انگریزی کو چھوڑ کر یہ قوم ذہنی اعتبار

www.ilmkidunya.com

سے مفلس ہو جائے گی۔ علوم وفنون کا جو ذخیرہ انگریزی میں ہے اور اس میں روز بہ روز جو اضافہ ہو رہا ہے یہ قوم اس سے محروم رہ جائے گی۔

ہمارے محبّانِ قوم کا ایک طبقہ اور ہے جسے اپنی زبان سے بھی ہمدردی ہے۔ یہ لوگ اصولاً تو اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قومی ترقی کے لیے قومی زبان کی ترقی ضروری ہوتی ہے اور ملک میں تعلیم وتدریس کے معیار کو اعلیٰ کرنے کے لیے قومی زبان میں تعلیم ہونی چاہیے لیکن ان کے خیال میں اُردو ابھی اس قابل نہیں ہوئی کہ اسے یہ منصب سونپا جائے۔ اس میں علمی اور فنی اصطلاحات کی کمی ہے اس میں سائنسی مضامین کو ادا کرنے کا اُسلوب پیدا نہیں ہوا ہے جدید علوم وفنون پر کتابوں کا ذخیرہ موجود نہیں ہے۔ غرض ان کے خیال میں ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اپنی زبان میں تعلیم دینے کے مسئلے کو اٹھایا جائے۔

ان سوالوں کا جواب ایک بار نہیں ہزار بار دیا جا چکا ہے اور ان لوگوں نے دیا ہے جو اس زبان اور اس کے سرمائے سے واقف ہیں۔ ان لوگوں نے دیا ہے جو جدید علوم وفنون سے واقف ہیں اور جنھوں نے اپنی تعلیم انگریزی ہی کے ذریعے سے حاصل کی ہے اور جو اس مسئلے کی قومی اور بین الاقوامی حیثیت کے پہلو پر غور کرنے میں اپنی عمریں گزار چکے ہیں، لیکن ہر مرتبہ یہ مسائل اسی طرح اٹھائے جاتے ہیں گویا پہلی مرتبہ ان کا اظہار ہو رہا ہے اور ان کا کوئی جواب ہمارے پاس نہیں۔ مَیں اُنھیں چند مفروضہ مسائل اور خطرات کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں:

پہلا سوال یہ ہے کہ جن قوموں نے سائنسی میدان میں ترقی کی ہے، کیا واقعی ان کی ترقی انگریزی زبان کی مرہونِ منّت ہے؟ مثال کے طور پر یورپ میں جرمنی کو یا پھر روس کو یا پھر ایشیا میں جاپان کو لے لیجیے۔ ان ملکوں کی سائنسی ترقی اور صنعتی فروغ کی کوئی ایسی بات نہیں جس پر کوئی بحث ہو سکے اور ان سب ملکوں نے اپنی اپنی زبان میں سائنس کی تعلیم وتدریس سے یہ ترقی کی ہے اور آج بھی سائنسی لٹریچر جتنا ان زبانوں میں شایع ہوتا ہے، انگریزی میں شایع ہونے والے لٹریچر سے مقدار یا نوعیت کسی اعتبار سے کم نہیں ہے۔ تو اگر دنیا کے اور چھوٹے بڑے مختلف ممالک اپنی اپنی زبانوں میں جملہ علوم وفنون اور سائنسی، صنعتی اور تکنیکی تعلیم کا انتظام کر سکتے ہیں تو ہماری زبان میں کیا ایسی بنیادی کمزوری اور خامی ہے جس کی بنا پر یہ ہماری تعلیم اور بالخصوص سائنسی تعلیم کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ ہمارے ایک ممتاز سائنس دان نے ایک عجیب بات کی۔ اُنھوں نے کہا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جرمنی میں جرمن زبان میں سائنس کی تعلیم ہو سکتی ہے، وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان زبانوں میں سائنس کی تعلیم ہزار سال سے ہو رہی ہے اور اسی لیے یہ زبانیں سائنس کی تعلیم وتدریس کے لیے مناسب اور موزوں بن چکی ہیں۔ مَیں سائنس دان نہیں ہوں لیکن زبان اور اس کی تاریخ کا ادنیٰ طالبِ علم ضرور ہوں۔ مجھے قطعاً معلوم نہیں کہ آج سے ہزار سال پہلے انگریزی میں کوئی سائنسی لٹریچر پیدا ہوا تھا۔ میرے علم میں تو اس وقت انگریزی زبان میں پندرہ ہزار الفاظ بھی نہ تھے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ سائنس کی ترقی کا دارومدار اس پر نہیں کہ زبان میں پہلے سے سائنسی تدریس کے لیے الفاظ کا کتنا ذخیرہ موجود ہوتا ہے بلکہ خود سائنس کی ترقی اس ملک کی زبان کے ذخیرے میں اضافہ کرتی رہتی ہے۔ جس چیز کو ہم نے مقدّم سمجھ رکھا ہے وہ مقدّم نہیں۔ یہی حال جرمن اور فرانسیسی کا ہے۔ روسی زبان اور روس میں سائنس کی ترقی تو اس کے بھی بعد کے دَور میں ہوئی۔

دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی زبان ہو جو اُردو کا مقابلہ کر سکے۔ اس میں نئے الفاظ کے قبول کرنے کی بڑی صلاحیت ہے اور اپنی ساخت اور

www.ilmkidunya.com

مزاج کے باعث غیر زبانوں کے الفاظ اور اصطلاحات بھی اس میں بلا تکلف گھل مل جاتے ہیں۔ اس لیے اگر اس کو جدید علوم وفنون کی تعلیم اور تدریس کے لیے اختیار کیا جائے تو یہ اس فرض کو ادا کر سکتی ہے۔ زبان کی ترقی کی جس منزل میں جس قسم کے خیالات کے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے اسی قسم کے الفاظ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ الفاظ پہلے پیدا ہو جائیں اور اُن سے کام بعد میں لیا جائے۔

اس سلسلے میں ایک اور مسئلہ اصطلاحاتِ علمیہ کا اٹھایا جاتا ہے۔ بِلاشبہ علمی زبان بڑی حد تک اصطلاحی زبان ہوتی ہے لیکن یہ اصطلاحات علمی ترقی کے ساتھ ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔ جن ملکوں نے سائنسی علوم میں نمایاں ترقی کی ہے ان میں کسی میں یہ نہیں ہوا کہ پہلے سارے علوم کی اصطلاحات بنائی گئی ہوں اور پھر ان عُلوم پر کتابیں، مضامین یا مقالات لکھے گئے ہوں بلکہ اصطلاحات ان کتابوں اور مضامین کے ذریعے سے ہی رائج ہوتی ہیں اور پھر معیاری قرار پاتی ہیں۔ اس لیے ضروری بات یہ ہے کہ لوگ پہلے ان علوم پر کتابیں اور مقالے لکھیں اور اپنی ضرورت کے لیے علمی اصطلاحات اختیار کریں۔ اُردو کے لیے علاوہ ان ہندوستانی اور پاکستانی زبانوں اور بولیوں کے، جن سے اس کا قریبی رشتہ ہے، فارسی اور عربی دو نہایت اہم ماخذ ہیں جن کے عناصر اور اجزا اُردو کی ترکیب میں شامل ہیں اور آج بھی اصطلاح سازی میں کام آتے ہیں لیکن یہ خیال کہ پہلے ساری اصطلاحات کا ذخیرہ جمع ہو جائے پھر کتابیں لکھی جائیں تب جا کر اسے ذریعۂ تعلیم بنایا جائے، بالکل گھوڑے کے آگے گاڑی جوتنے کے مترادف ہے۔ اس کی صورت صرف یہ ہے کہ ہمارے سائنس کی کتابوں کے مصنّفین کتابیں لکھیں اور دیکھیں کہ ان موضوعات پر پہلے جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس میں سے کتنی اصطلاحات موزوں اور مناسب ہیں، انھیں اختیار کریں۔ اس طرح خود بہ خود اصطلاحات معیاری بنتی چلی جائیں گی۔ یہ مسئلہ چراغ سے چراغ روشن ہونے کا ہے لیکن بڑی بات یہ ہے کہ پہلا چراغ کون روشن کرتا ہے۔

جو لوگ ایمان داری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ قومی زندگی میں قومی زبان کی کیا اہمیّت ہوتی ہے، انھیں خلوص کے ساتھ اس کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ کام صرف چند ادارے پورا نہیں کر سکتے، نہ محض حکومت کی اِعانت اور سرپرستی ان مسائل کو حل کر سکتی ہے۔ یہ مسئلہ اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ اسے ایک قومی تحریک کی طرح چلایا جائے۔ اس کے لیے رائے عامہ تیار کی جائے۔ ہمارے اساتذہ، طلبہ، مصنّفین، مؤلّفین، ناشر، تعلیمی حکام، ہمارے صنعتی اور کاروباری ادارے، غرض ہماری قومی زندگی کا شعور رکھنے والا ہر شخص، اپنی اپنی جگہ اس کی کامیابی میں حصّہ لے۔

(آج کا اُردو ادب)

www.ilmkidunya.com

مشق

1 سبق ''کچھ ذریعۂ تعلیم کے باب میں'' کو مدِنظر رکھتے ہوئے درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

i ''ذریعۂ تعلیم'' اصطلاح کی وضاحت کریں۔

ii برصغیر میں فارسی زبان کی صورتِ حال کیا تھی؟

iii اُردو کی ترویج میں سب سے پہلے کس نے بنیادی کردار ادا کیا؟

iv ''اُردو زبان میں علمی، فنی اصطلاحات کی کمی ہے۔'' یہ اعتراض کہاں تک درست ہے؟

v وہ کون سی اقوام ہیں جنھوں نے اپنی قومی زبان میں سائنس سمیت ہر میدان میں ترقی کی؟

vi اُردو زبان کے دو اہم ماخذ کون سی زبانیں ہیں؟

2 درست جوابات کی نشان دہی کریں:

i ''اس کی حیثیت ایک اجنبی اور غیر ملکی زبان کی نہ تھی۔'' اس بیان میں اشارہ ہے:

(الف) عربی کی طرف (ب) فارسی کی طرف (ج) اُردو کی طرف (د) دکنی کی طرف

ii جس زبان کے اثر و اقتدار نے اُردو کی ترقی کو روکے رکھا، وہ ہے:

(الف) انگریزی (ب) فارسی (ج) عربی (د) ہریانوی

iii اُردو زبان کو درباروں میں سلاطین اور امرا کی سرپرستی حاصل ہوئی:

(الف) دہلی کے (ب) لکھنؤ کے (ج) دکھن کے (د) گولکنڈہ کے

iv نادان دوستوں کے بقول، اگر قوم نے انگریزی زبان کا سایۂ عاطفت چھوڑا تو یہ قوم بن ہو جائے گی:

(الف) مفلس (ب) بدتہذیب (ج) بے ہنر (د) یتیم

v اُردو کی ترقی سے قبل، ہماری علمی زبان تھی:

(الف) انگریزی (ب) فارسی (ج) فارسی اور عربی (د) عربی

vi نئے الفاظ کے قبول کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے:

(الف) عربی زبان میں (ب) فارسی زبان میں (ج) اُردو زبان میں (د) انگریزی زبان میں

3 سبق ''کچھ ذریعۂ تعلیم کے باب میں'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

www.ilmkidunya.com

4 درج ذیل الفاظ، تراکیب کے معنی لغت سے تلاش کر کے لکھیں:

اربابِ بصیرت	ثانوی زبان	تصنیف و تالیف	آبیاری کرنا
سایۂ عاطفت	مرہونِ منّت	تنوّع	اصطلاحات

5 ''عالمی سطح پر اُردو زبان کی مقبولیت کے اسباب'' کے موضوع پر ایک جامع مضمون قلم بند کریں۔

6 علمی، ادبی زبان اور روزمرہ کی عملی زبان میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

7 اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں:

تصور　منتظمہ　مرتب　علوم　مقدم　ساقط　شعور

8 مندرجہ ذیل پیراگراف کی تشریح کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی و مفہوم بھی لکھیں:

''جو لوگ ایمان داری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ قومی زندگی میں قومی زبان کی کیا اہمیت ہوتی ہے انھیں خلوص کے ساتھ اس کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ کام صرف چند ادارے پورا نہیں کر سکتے، نہ محض حکومت کی اعانت اور سرپرستی ان مسائل کو حل کر سکتی ہے۔ یہ مسئلہ اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ اسے ایک قومی تحریک کی طرح چلایا جائے۔ اس کے لیے رائے عامہ تیار کی جائے۔''

9 درج ذیل پیراگراف کا بغور مطالعہ کریں اور دیے گئے سوالات کے جوابات تحریر کریں:

منشیات ایک سماجی اور انسانی المیہ ہے جو نہ صرف فرد کی صحت کو تباہ کرتا ہے بلکہ خاندان اور معاشرے کو بھی عدم استحکام سے دوچار کرتا ہے۔ منشیات کے استعمال سے نوجوان نسل کی تعلیم، روزگار اور مستقبل تاریک ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ حکومتوں اور سماجی اداروں کی جانب سے منشیات کی روک تھام کے لیے آگاہی مہم، سخت قوانین اور بحالی مراکز قائم کیے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود منشیات کا پھیلاؤ ایک بڑا چیلنج بنا ہوا ہے۔ والدین، اساتذہ اور قومی و سیاسی رہنماؤں کو مل کر نوجوانوں کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لیے مثبت سرگرمیوں کی طرف راغب کرنا ہوگا۔

سوالات

۱۔ منشیات کے استعمال کے کیا نقصانات ہو سکتے ہیں؟
۲۔ منشیات کی روک تھام کے لیے کون سے اقدامات کرنے چاہییں؟
۳۔ بحالی مراکز کی کیا اہمیت ہے؟
۴۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر منشیات کی روک تھام کے لیے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے؟

www.ilmkidunya.com

ترجمہ نگاری

ترجمہ نگاری، کسی زبان میں لکھے ہوئے مواد کو دوسری زبان میں تبدیل کرنے کا ایسا عمل ہے کہ مفہوم اور جذبات اصل متن (Text) کے مطابق ہوں۔ یہ ایک فن ہے، جس میں نہ صرف زبان کی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے، بلکہ زندگی کے دیگر پہلوؤں کی بھی گہری سمجھ بوجھ ضروری ہے۔

ترجمہ نگاری کا استعمال مختلف مقاصد کے لیے کیا جاتا ہے۔ اچھے ترجمے کے لیے ضروری ہے کہ مترجم دونوں زبانوں میں مہارت رکھتا ہو اور اصل متن کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے اس کا مؤثر ترجمہ کر سکے۔ ترجمہ کرتے وقت چند باتوں کا خیال رکھیں:

- اصل متن کو اچھی طرح سمجھیں۔
- ترجمہ کرتے ہوئے مقامی ثقافتی اقدار کو مدِنظر رکھیں۔
- مخصوص اصطلاحات کا درست ترجمہ کریں۔
- ترجمہ میں زبان و بیان اور ربط و تسلسل کا خیال رکھیں۔

10 اوپر دی گئی ہدایات کے مطابق درج ذیل انگریزی عبارت کا اُردو میں ترجمہ کریں۔

The greatness of labour lies in its ability to transform ideas into reality and dreams into achievements. Through hardwork and dedication, individuals can innovate and create solutions that drive progress and improve lives. Labour not only provides the means for personal growth and self-sufficiency but also contributes to the development of communities and societies. It embodies the spirit of perseverance and the pursuit of excellence, demonstrating that through effort and determination, remarkable accomplishments are possible.

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ کسی سائنسی موضوع پر اُردو زبان میں معلومات جمع کریں۔
- ''اُردو میری پہچان'' کے موضوع پر تقریر لکھیں اور کلاس میں پیش کریں۔
- ''اُردو بطور ذریعۂ تعلیم'' کے موضوع پر استدلال کریں۔
- بابائے اُردو مولوی عبدالحق کی خدمات اور کارناموں کے بارے میں جاننے کے لیے دستاویزی فلم دیکھیں اور بعد میں اس پر گفت گو کریں کہ آپ اُردو کی ترویج اور ترقی کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔
- اُردو کی ترقی میں جن صوفیا کرام نے کلیدی کردار ادا کیا، ان کے بارے میں معلومات لائبریری اور انٹرنیٹ کی مدد سے جمع کریں۔

اشاراتِ تدریس

- طلبہ کو اُردو زبان کے آغاز، ترقی اور ترویج و اشاعت کی تاریخ کے بارے میں بتائیں۔
- طلبہ کو بتائیں کہ اُردو دنیا کی بڑی زبانوں میں شامل ہے۔
- طلبہ کو بتائیں کہ زندہ قومیں ہمیشہ اپنی زبان میں علم حاصل کر کے ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔
- ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی اُردو زبان کی ترویج کے حوالے سے خدمات بیان کریں۔
- اُردو کی ترقی اور فروغ کے لیے کام کرنے والے چند سرکاری اداروں کا تعارف کروائیں۔
- آزادی کے حصول کے بعد بھی ہماری قوم پر انگریزی زبان کیوں مسلط ہے؟ اُردو کے نفاذ میں حائل رکاوٹوں پر گفت گو کریں۔

www.ilmkidunya.com